AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

عہد نبوی میں محنت کشوں کی فلاح کے لیے عملی اقدامات

Practical Measures for the Welfare of workers in the Prophetic era

Muhammad AbuBakar
lecturer Munhaj College for Women
,faizi9423@gmail.com)
Humera Naz
Assistant professor Minhaj University Lahore
humeranaz73@gmail.com
Nabvi Shaheen
MPhil Scholar, Minhaj University, Lahore
shaheenab9423@gmail.com

Abstract

The Economic development and prosperity of any nation is not possible without the continuous efforts of hardworking and talented people. Therefore, practical measures to improve their welfare and quality of life are the first priorities of Islam. Before his mission, the Messenger of Allah (S.A.W.S) considered as an honor all such measures for upholding the principles of justice and justice, through which the rights of workers could be protected. The element of simplicity and hard work was always dominant in his life. When Sayyiduna Abu Talib prepared for the trade journey, he also joined him in the hard work of the journey. He (peace be upon him) explained every aspect of the economy with practical examples and made self-effacement a slogan. This hard work was not only a temporary act to provide an example, but the entire life of the Prophet (S.A.W.S) was full of hard work. The study of Sirat al-Mutahrah provides twenty such examples of how the Prophet (S.A.W.S) worked hard for sustenance, social welfare and national pride. And also took practical measures for the welfare of the workers. In this article, the practical measures taken for the workers during the time of the Holy Prophet (PBUH) will be reviewed.

Keywords: *Economic, Mission, justice, Laborer, Perseverance, principles, Welfare*

ابتدائے آفرینش سے ہی محنت و مشقت انسان کی زندگی کا جزوِ لاینفک ہے۔ انسان کے اسی جذبۂ جاں فشانی نے زمین کے صحراؤں میں باغ و بہار، حسن و رعنائی اور حسنِ تنظیم و ترتیب پیدا کی ہے۔ اسی جہد و مشقت نے انسان کے لیے تسخیر کائنات کی کٹھن اور مشکل راہوں کو سہل بنایا ہے۔ اس کے ذریعے بندگانِ خدا نے خطۂ ارضی کا سینہ چاک کر کے اس میں پھل پھول اُگائے، دریاؤں کے رخ تبدیل موڑے، کائنات کی مخفی قوتوں اور پوشیدہ خزانوں تک رسائی کی، زندگی میں آسائش و آرائش اور رعنائی و زیبائی پیدا کی، الغرض انسانی تاریخ در حقیقت انسان کی جد وجہد اور عزم و استقلال کی تاریخ ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ:

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پُوچھ
جُوئے شِیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی
بندگی میں گھَٹ کے رہ جاتی ہے اک جُوئے کم آب

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

اور آزادی میں بحر بے کراں ہے زندگی

کسی بھی ملک وملت کی معاشی و اقتصادی ترقی اور خوش حالی جفاکشوں اور ہنر مندوں کی جہد مسلسل کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا ان کی فلاح و بہبود اور ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے سے عملی اقدامات اسلام کی اولین ترجیحات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بعثت سے قبل، عدل و انصاف کے اصولوں کی سربلندی کے لئے ایسے تمام اقدامات باعث اعزاز سمجھتے تھے جن کے ذریعے محنت کشوں کے حقوق کا تحفظ ممکن ہو سکے۔ آپ ﷺ کا کی زندگی میں سادگی اور محنت کشی کا عنصر ہمیشہ غالب تھا۔ سیدنا ابو طالب تجارت کے سفر کو تیار ہوئے تو آپ ﷺ بھی سفر کی اس محنت میں ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے معیشت کے ہر پہلو کو عملی مثالوں سے واضح فرمادیا اور بذات خود جفاکشی کو شعار بنایا۔ یہ محنت صرف مثال مہیا کرنے کے لئے وقتی عمل نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کی پوری زندگی محنت کشی سے لبریز ہے۔ سیرت مطہرہ کا مطالعہ ایسی بیسیوں مثالیں مہیا کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کس طریق سے حصول رزق، معاشرتی فلاح اور قومی سربلندی کے لئے محنت فرمائی ہے۔ اور محنت کشوں کی فلاح و بہبود کے عملی اقدامات بھی کیے۔ مقالا ھذا میں حضور ﷺ کے عہد میں محنت کش افراد کے لیے کیے گئے عملی اقدامات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

اسلام نے ریاست کا جو تصور پیش کیا ہے وہ نہ تو آمرانہ ہے نہ موجودہ زمانے کی مغربی جمہوریت کے مطابق جمہوری۔ اسلام ایک فلاحی، شورائی اور عادلانہ نظامِ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کے نزدیک حکمران رعایا کی دنیوی اور مادی فلاح کا نگران اور اخلاق و دینی اقدار کا محافظ ہوتا ہے اور وہ ہر آن خلقِ خدا کی بہبود کی فکر میں لگا رہتا ہے جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿الخیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم و تصلون علیھم ویصلون علیکم و شرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم﴾ (1)

"تمہارے بہترین حکام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو تم سے محبت کرتے ہیں، جن کے لئے تم دعا کرتے ہو اور تمہارے لئے وہ دعا کرتے ہیں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ تم سے نفرت کریں، ان پر تم لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں"

آپ ﷺ کی بیان کردہ خصوصیاتِ حسنہ اسی حکمران میں ہوں گی جو ہمہ وقت عملی اقدامات کے ذریعے محنت کشوں کی فلاح و بہبود سے تعلق رکھنے والے امور کی طرف متوجہ رہے۔ امام خمینی کا قول ہے:

"انبیائے کرام علیہم السلام اپنے آپ کو خدمت گزار سمجھتے ہیں نہ یہ کہ لوگوں پر حکومت کرنے والا نبی خیال کرتے ہوں۔ مسئلہ حکومت کا نہیں تھا۔ وہ یہی احساس رکھتے تھے کہ وہ لوگوں کی ہدایت کریں اور ان کی خدمت کریں۔" (2)

---

(1) برہانپوری، علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی (۱۹۷۹)، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ. ج:۳، ص:۲۱۳

Bar Hanpuri, Alauddin Ali al-Muttaqi bin Husamuddin al-Hindi (1979), Kunz al-Umal fi Sunan al-Qawwal wa al-Afqal, Beirut, Lebanon, Musisat al-Rasalat. C: 3, p: 213

(2) خمینی، روح اللہ، (۱۹۹۶)، آئین انقلابِ اسلامی، مرتبہ، لجنۃ المصنفین، مؤسسہ و نشر آثار امام خمینی، بین الاقوامی امور، تہران، ص:۱۱۱

Khomeini, Ruhollah, (1996), Constitution of the Islamic Revolution, Martab, Lajnat al-Musnafin, Institute and Publication of Imam Khomeini's Works, Inter-national Affairs, Tehran, p: 111

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شریعت نے اسلامی ریاست کو اپنے تمام شہریوں کا ولی اور سرپرست بنایا ہے۔ اس سرپرستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ان افراد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(السلطان ولی من لا ولی له) [3]

جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے۔

یہ ایک عمومی سرپرستی ہے جس میں رعایا کی ضروریات کی تکمیل بدرجہ اولیٰ شامل ہے۔ حکومت کی اس سرپرستی میں بنیادی ضروریات کے علاوہ بشرطِ گنجائش افراد کی دوسری ضروریات کی تکمیل بھی داخل ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے اور کفار کی دولت بھی مدینہ منورہ پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے فقراء و مساکین کی معاشی کفالت کا اعلان فرمادیا:

(أنا أولى بالمومنين من انفسهم فمن مات وترك مالا فماله لموالى العصبة ومن ترك كلا او ضياعا فادعوا له) [4]

"میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہوں لہٰذا جو شخص مر جائے اور ترکہ میں مال چھوڑ کر جائے تو وہ مال اس کے عصاب کا ہے اور جو شخص عاجز و درماندہ قرابت دار ادر ناتواں بچے چھوڑ جائے اُن کی کفالت کے لئے مجھے بلالو۔"

سیرتِ طیبہ کا یہ بھی امتیاز ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف ایک مثالی ریاست قائم فرمائی بلکہ وہاں محنت کشوں کی فلاح و بہبود کے حوالے سے ایک ایسا مثالی نظام قائم رمایا جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قوانین اور قرآن کریم کے منشاء کی عملی شکل فراہم کرنے ضامن تھا۔ ذیل میں مدنی عہد نبوی میں بہبودِ مزدور کے عملی اقدامات کا مختصر جائزہ پیش یا جاتا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالبؓ کے نام ایک مکتوب میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا: (بسم الله الرحمن الرحيم .... ولعنة الله و ملئكته والناس اجمعين على من ظلم اجيرا اجره) [5]

"شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔۔۔ اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس شخص پر جو مزدور کی مزدوری کے بارے میں اس پر ظلم کرے۔"

زبیدی محنت کش کی فریادرسی اور ابوجہل کو تنبیہ:

ایک مرتبہ قبیلہ بنو زبید کا ایک محنت کش اپنے تین بہترین اونٹ بیچنے کے لئے مکہ مکرمہ کے بازار "حزورہ" میں آیا اور انہیں فروخت کے لئے پیش کیا۔ ابو جہل بھی وہاں پہنچ گیا اور زبیدی کو مجبور دیکھ کر مطلوبہ قیمت کا تیسرا حصہ دینے کے لئے تیار ہوا۔ یہ خبر پورے بازار میں پھیل گئی کیسی اور میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ ابو جہل کی بولی پر بولی لگاتا۔ ابو جہل کے خوف اور ڈر کی وجہ سے کوئی ان اُونٹوں کے خریدنے کے لئے آگے نہ

---

[3] لنگرودی، محمد مہدی تاج، (س۔ن)، گفتارِ انبیاء علیہم السلام، ترجمہ، سید رضی جعفر نقوی، کریم پبلیکیشنز، لاہور، ص:۸۸
Langrudi, Muhammad Mahdi Taj, (S.N), Giftar-i Anbiya (peace be upon them), translation, Syed Razi Jafar Naqvi, Karim Publications, Lahore, p: 88

[4] ابو عبید، قاسم بن سلام، (۱۹۸۸)، کتاب الاموال، دار الفکر، بیروت، ص:۲۰۲
Uabeid, Qasim bin Salam, (1988), Kitab al-Amwal, Dar al-Fikr, Beirut, p. 202

[5] الطبرسی، میرزا حسین النوری، (۱۰۹۲)، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، لبنان، موسسۃ آل البیت علیہم السلام، ج:۲، ص:۵۰۸
Al-Tabarsi, Mirza Husain al-Nuri, (1092), Mustadrak al-Wasail wa Mustanbat al-Masail, Lebanon,Al-Bayt Foundation, vol.2, p.508.

بڑھا۔ زبیدی نے کافی دیر انتظار کیا مگر ابو جہل کی ناراضگی کے ڈر نے انہیں ناقابلِ فروخت بنا دیا تھا۔ زبیدی نے قریش کے مختلف حلقوں کے پاس اپنی فریاد سنائی مگر تمام نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ، سیدنا ابو بکر صدیقؓ، سیدنا عمر بن خطابؓ اور سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ امام کے ساتھ مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:

(من ظلمك)

" تجھ پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

اس نے پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

(این اجملك؟)

"تمہارے اُونٹ کہاں ہیں؟"

اس نے عرض کی حزورہ ہی میں ہیں۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے اونٹوں کی طرف چل پڑے۔ اس سے قیمت پوچھی اور اس کی بتائی ہوئی قیمت پر سودا منظور کر کے قیمت ادا کر دی۔ زبیدی کو اس کا حق مل گیا اور اس کے اونٹ اس کی مرضی کی قیمت پر فروخت ہو گئے۔ ابو جہل اسی بازار میں خاموش بیٹھا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے ڈانٹتے ہوئے خبر دار کیا:

(یاعمرو ! ایاك ان تعود لمثل ما صنعت بهذا الاعرابی فتری منی ماتکرۃ)(6)

"اے عمرو! دوبارہ اس طرح نہ کرنا جس طرح تم نے اس دیہاتی شخص کے ساتھ کیا ہے ورنہ تم میری طرف سے وہ کچھ دیکھو گے جسے تم ناپسند کرتے ہو۔"

محنت کشوں سے کئے گئے عہد کی پاسداری:

جزیرہ عرب کا بیشتر حصہ لق و دق صحراؤں اور خشک پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔ اس زمانہ میں یہاں کے باشندے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ چرا کر گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی گلہ بانی اختیار فرمائی۔ شیخ عباس قمی یہ روایت لائے ہیں کہ اسی زمانے میں سیدنا عمار بن یاسرؓ بھی یہی کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور سیدنا عمار یاسرؓ نے آپس میں طے کیا کہ کل اپنی بھیڑوں کو "فخ" کے بیابان میں لے جائیں گے جہاں سرسبز چراگاہیں تھیں۔ دوسرے دن آپ ﷺ اپنی بھیڑ بکریوں کو لے کر فخ کی طرف چل پڑے مگر سیدنا عمارؓ تھوڑی دیر میں پہنچے۔ سیدنا عمار ﷺ کہتے ہیں کہ میں جب فخ کے بیابان میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بھیڑوں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور انہیں چرنے نہیں دے رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! انہیں کیوں روک رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم ساتھ میں اپنی بھیڑیں ان چراگاہوں میں لے آئیں گے، لہذا یہ مناسب نہیں تھا کہ تمہارے آنے سے پہلے میری بھیڑیں یہاں چرنے لگیں۔(7)

(6) الشامی محمد بن یوسف الصالحی، (۱۹۷۲)، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، القاہرۃ، دار الاحیاء لتراث الاسلامی، ج:۲، ص:۴۰۲
Al-Shami Muhammad bin Yusuf al-Salihi, (1972), Sabal al-Hadi wa al-Rashad fi Sirah Khair al-Abad, Cairo, Dar al-Ahya for Islamic Heritage, Vol. 2, p. 402.

(7) القمی، حاج شیخ عباس، کحل البصر فی سیرۃ سید، موسسۃ البلاغ، ص:103
Al-Qami, Hajj Sheikh Abbas, Kahal al-Basr fi Sirah Sayyid, Mussah al-Balagh, p. 103

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قدرتی آفات میں محنت کشوں کی دادرسی:

سول کریم ﷺ نے ابھی اپنی عمر مبارک کے ۳۷ویں برس میں قدم رکھا ہی تھا کہ مکہ معظمہ ایک بار پھر اپنی روایتی قحط سالی سے قطع نظر شدید قسم کے قحط کی لپیٹ میں آ گیا۔ ہر سو خشک سالی نے ایسی زبوں حالی پیدا کر دی کہ بڑے بڑے سردار پریشانی میں مبتلا ہو کر رہ گئے۔ ارتکاز کے رسیا سرمایہ داروں نے اپنے گوداموں میں غلہ روک کر محنت کشوں اور محروموں کی زندگیوں سے کھیلنا شروع کیا۔ مکہ کے مہاجن انتہائی کبر و نخوت سے بھوکے ننگے عوام کو اپنی چوکھٹ پر ماتھا رگڑتے دیکھ کر اپنے کاروبار چلا رہے تھے۔ مفلوک الحال طبقات بھاری شرحوں پر سودی قرض لے کر پیٹ کی آگ بجھانے لگے۔

ایسے میں سرور دو عالم ﷺ اسی قحط زدہ مکہ میں ہر محنت کش و مزدور مفلس و محتاج اور غریب و نادار کے لئے اپنا دروازہ کھولے حاجت مندوں کی حاجت روائی فرما رہے تھے۔ سید مناظر احسن گیلانی نے اس کی خوبصورت عکاسی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "پھر جو سرمایہ اس کو ملا۔ کیا وہ مہاجنی کے بازاروں میں ہے۔ رشتوں کو جوڑا گیا۔ مہمانوں کو کھلایا گیا۔ بیکاروں کو کموایا گیا۔ بار والوں کا بوجھ ہلکا کیا گیا۔ نادانوں کو سکھایا گیا۔ پیتا کی گھڑیوں میں لٹکایا گیا۔"(8)

اس سخاوت و ہمدردی میں رفیقۂ حیات سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اپنی دولت سخی شوہر پر بے دریغ نچھاور کرتے ہوئے فاقہ کشوں کو موت کے منہ سے نکالنے میں مدد دے رہی ہیں۔ پورے مکہ میں اس وقت یہی ایک گھر ایسا تھا جہاں روتے ہوئے آتے اور ہنستے ہوئے واپس جاتے تھے۔

محنت کش اقربا کی معاشی ناہمواریوں کا مداوا:

شدید قحط سالی میں سرور دو عالم ﷺ کے چچا ابو طالب کے گھریلو معاشی حالات بھی اولاد کی زیادتی کی بنا پر ناہموار تھے۔ آپ اُن کی تنگدستی کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور اپنے انتہائی خوشحال چچا عباسؓ سے رجوع کیا اور فرمایا:

> "قحط کی وجہ سے چچا ابو طالب بہت پریشان ہیں ان کی مدد کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ ان کا ایک بیٹا آپ اپنے گھر لے جائیں اور دوسرے کو میں اپنی کفالت میں لے لیتا ہوں۔ یوں ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔"

سیدنا عباسؓ نے یہ تجویز قبول کر لی اور یوں سیدنا جعفر بن ابی طالبؓ آپ کے چچا کی کفالت میں چلے گئے۔ اور آپ ﷺ سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی کفالت کی ذمہ داری اٹھاتے ہوئے فرمایا: میں نے اسی کو منتخب کیا ہے جس کو اللہ نے میرے لئے منتخب فرمایا ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالبؓ اس کے بعد ہمیشہ آپ ﷺ کی کفالت میں رہے۔ اُن کے جملہ اخراجات و مصارف آپ ﷺ ہی کے ذمہ تھے۔(9)

محنت کشوں کے اہل خانہ سے حسن سلوک:

سیدنا اسامہؓ، جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ اور سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہما کے فرزند تھے۔ آپ ﷺ ان سے اتنا ہی پیار فرماتے جتنا اپنے نواسوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے فرماتے تھے۔ سیدنا اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے

---

(8) گیلانی، مناظر احسن (۱۹۸۶)، النبی الخاتم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:22۔

Geelani, Munazir Ahsan (1986), Al-Nabi al-Khatim, Maktaba Rahmaniya, Lahore, p. 22.

(9) ابو عبید، قاسم بن سلام (۱۹۸۸)، کتاب الاموال، بیروت، دار الفکر، ص:۲۰۲

Abu Ubayd, Qasim bin Salam (1988), Kitab al-Amwal, Beirut, Dar al-Fikr, p. 202

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اٹھا کر ایک ران پر اور سیدنا حسن بن علیؓ کو دوسری ران پر بٹھاتے۔ پھر ہم دونوں کو پیار کے ساتھ سینے سے لگاتے، پھر بارگاہ الٰہی میں یوں دُعا فرماتے:

(اللھم ارحمھما فانی ارحمھما) (10)

"اے اللہ! تو ان دونوں پر رحم فرما اور ان سے محبت فرما کیونکہ میں بھی ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔"

ابن سعد کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی:

(اللھم انی احبھما فأحبھما) (11)

"اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔"

ایک مرتبہ ایک بے روزگار انصاریؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں آکر سوال کیا۔ آپ ﷺ نے (غالباً یہ خیال فرما کر کہ اس محترم صحابیؓ کو سوال کرنے کی عادت نہ پڑ جائے اور یوں ان کی انسانی صلاحیتیں بے کار نہ ہو جائیں) ان سے دریافت فرمایا کہ کیا ان کے پاس کوئی اپنی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ اوڑھ لیتا ہوں کچھ حصہ پہن لیتا ہوں، اس کے علاوہ ایک پیالہ بھی ہے جس سے پانی پیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہی کو لے آؤ۔ چنانچہ وہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے دونوں چیزیں لے کر ان کا ہراج کرنا شروع کیا۔ ایک صحابیؓ نے ایک درہم دینا چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی اس پر بڑھائے۔ ایک دوسرے صحابیؓ نے دو درہم میں خریدنا چاہا۔ آپ ﷺ نے وہ دو درہم سوال کرنے والے بے روزگار انصاریؓ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر لاؤ۔ وہ کلہاڑی لائے تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اس میں دستہ ٹھونکا اور انصاری کے حوالے کر کے فرمایا: اس سے جنگل میں جا کر لکڑی کاٹو اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں پندرہ دن نہ دیکھوں۔ چنانچہ انہوں نے یہی کیا۔ پندرہ روز بعد رسول کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے حال دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس دوران مجھے دس دینار کی آمدنی ہوئی۔ جن میں سے چند درہم کے کپڑے خرید لئے اور چند درہم کا اناج خرید لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ اس سے بہتر ہے کہ تم کسی سے بھیک مانگو اور قیامت کے دن رسوائی اُٹھاؤ۔" (12)

(10) ابن کثیر عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، ابو الفدا، (۱۹۹۹)، البدایۃ والنھایۃ، القاھرۃ، دار الریان للتراث، ج:۵، ص:۳۱۴

Ibn Kathir Imad al-Din Ismail bin Umar, Abu al-Fida, (1999), Al-Badayyah and Nahayyyah, Cairo, Dar al-Ryan for Heritage, Vol. 5, p. 314.

(11) دہلوی، عبد الحق محدث، (۲۰۰۴)، مدارج النبوۃ، لاہور، شبیر برادرز، ج:۲، ص:۳۱۴

Dehluy, Abdul Haq Muhaddith, (2004), Madarj al-Nabawa, Lahore, Shabbir Brothers, Volume: 2, p: 314.

(12) ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، (۲۰۰۰)، سنن ابن ماجہ، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، رقم:2198

Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid, (2000), Sunan Ibn Majah, Beirut, Dar Al-Ahiya al-Tarath al-Arabi, No Hadith: 2198

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رسول کریم ﷺ اس محترم صحابیؓ کو یوں بھی امداد کر سکتے تھے مگر آپ ﷺ ایک دانا مربّی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی تربیت کے لئے اور ساری اُمت کے کام کی استعداد رکھنے والوں کو درس دیا کہ گداگری کی بجائے اپنا سامان بیچ کر کھاؤ اور محنت کرکے کماؤ۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

(لان یأخذ احدکم حبله فیاتی بحزمة الحطب علی ظهره فیبیعها فیکف الله بها وجهه، خیرله من ان یسأل الناس اعطوہ او منعوۃ)(13)

”اگر کوئی اپنی رسی اُٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس کو بیچے اور اللہ اس کے ذریعے اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے کہ وہ دیں یا نہ دیں۔“

محنت کشوں کی معاشی پریشانیوں کا مداوا غریب و مفلس افراد کی امدادی ترغیب:

ایک مرتبہ مہاجرین کی برہنہ پا اور برہنہ تن جماعت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہر شخص کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور گلے میں ایک تلوار حمائل تھی۔ آپ ﷺ ان کی پریشان حالی دیکھ کر بے قرار ہو گئے، چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا سیدنا بلالؓ کو حکم دیا کہ فوراً اذان دے کر لوگوں کو اکٹھا کریں۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ان غم کے ماروں کی مدد کی تلقین فرمائی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ ایک انصاریؓ اٹھے اور اتنا بڑا توڑا جو دو اٹھا بھی نہ سکتے تھے لا کر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اسی طرح دیگر مخیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور یوں آن کی آن میں اللہ تعالیٰ نے ان مفلوک الحال محنت کشوں کی معاشی پریشانی کا حل فرما دیا۔(14)

اسلامی اصولِ مساوات کی تعلیم و تربیت:

اسلام نے رنگ و نسل، مال و منال اور حسن و جمال کو کسی بھی درجہ میں وجہِ امتیاز نہیں بتایا۔ یہ تمام اشیاء و خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دَین ہیں اور ان کو وجہِ فخر و امتیاز بنانا دماغی خرابی کی علامت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے محنت کشوں کو سکھایا کہ سب انسان برابر ہیں، اپنی معاشی ضروریات میں بھی اور قانون کی نگاہ میں بھی۔

سیدنا ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ میں اور سیدنا بلال بن رباحؓ میں تکرار ہو گئی ان کی والدہ عجمی تھی میں نے ان کو یابن السودا! (اے کالی ماں کے بیٹے) کہہ کر طعنہ دیا۔ انہوں نے یہ بات جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتادی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پوچھا کیا تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(انك امرؤ فيك جاهلية، قلت على حين ساعتى هذه من كبرالسن؟ قال نعم ما ذهبت اعرابيتك بعد)(15)

---

(13) بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، (۲۰۰۱)، الجامع الصحیح، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، رقم: ۱۴۷۲

Ukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail bin Ibrahim, (2001), Al-Jama'i al-Sahih, Beirut, Dar Al-Ahya Al-Truth Al-Arabi, No Hadith : 1472

(14) مسلم، ابو الحسن مسلم بن حجاج، (۲۰۰۱)، صحیح مسلم، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، رقم: ۱۲۳۳

Muslim, Alu Al-Hasan Muslim bin Hajjaj, (2001), Sahih Muslim, Beirut, Dar Al-Ahya Al-Truth Al-Arabi, No Hadith: 1233

(15) حنبل، ابو عبداللہ احمد بن محمد، (۲۰۰۰۱)، مسند احمد، دار الاحیاء التراث العربی، ۵۵۶

Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad, (20001), Musnad Ahmad, Dar Al-Ahiya al-Truth al-Arabi, No Hadith :556

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر ابھی تک جاہلیت کی بُو باقی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس بڑھاپے میں بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ابھی تک تمہارا گنوار پن زائل نہیں ہوا۔"

سیدنا ابوذر غفاریؓ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر اس طرح معذرت کا انداز اپناتے ہیں کہ رخسار کے بل زمین پر لیٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک بلال ﷺ میرے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھیں گے مٹی سے نہ اُٹھوں گا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابوذرؓ ایک دن مسجد نبوی میں موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ نہ جانے دل میں کیا خیال گزرا، غالباً محنت کش ابوذرؓ کی تربیت مطلوب تھی، دریافت فرمایا:

اے ابوزرؓ! اس مسجد میں بھلا سب سے بلند رتبہ شخص کون ہے؟

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر دیا جو زرق برق لباس میں ملبوس تھا اور اس پر امارت اور معاشی خوشحالی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا:

ابوذرؓ: اچھا اب اس مسجد میں ایسا شخص بتاؤ جو سب سے کم تر درجہ کا ہو۔ بوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر دیا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک طرف بیٹھا تھا۔ نہ کوئی اس سے بات کرتا، نہ اس کی طرف التفات کرتا اس پر غربت، پریشان حالی اور معاشی دکھوں کے آثار نمایاں تھے۔ میرے یہ دونوں جواب سن کر کر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی قسم! قیامت کے روز اس چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے کا وزن نیکی اور بھلائی میں اس جیسوں (یعنی قیمتی لباس میں ملبوس رہنے والوں) سے تمام زمین کے وزن کے برابر زیادہ ہو گا۔" (16)

اشعری قبیلہ کے اصولِ مساوات کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کی تعریف میں فرمایا:

(ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو وفنی زادھم او قل طعام عیالھم بالمدینۃ جمعوا ما کان عندھم فی ثوب واحد ثم اقتسموا بینھم فی اناء واحد بالسویۃ بینھم فھم منی وانا منھم) (17)

"اشعری قبیلہ کے لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ جنگ (ہنگامی حالت) کے لئے روانہ ہوتے ہیں اور ان کا زادِ راہ ختم ہونے کو آئے یا مدینہ میں رہتے ہوئے ان میں غذائی اشیاء کی قلت محسوس ہو تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر ایک برتن کے ساتھ اسے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ (اپنے اس ایثار کی بناء پر) مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔"

---

(16) العسقلانی، الحافظ احمد بن علی بن حجر، (۱۹۹۲)، فتح الباری، بیروت، دار الفکر، ج:۱، ص:۸۷

Al-Asqalani, Al-Hafiz Ahmad bin Ali bin Hajar, (1992), Fatah al-Bari, Beirut, Dar al-Fikr, vol.1, p.87.

(17) مسلم، ابوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم: ۲۵۰۰

Muslim, Alu Al-Hasan Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, No Hadith: 2500

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

بے روز گاری کا خاتمہ:

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی اپنے حالات کے مطابق بے روز گاری کا علاج کیا کرتے تھے۔ اس دور میں کاشتکاری اور صنعت و تجارت ہی روز گار کے ذرائع تھے۔ تجارت تمام محصولات سے آزاد تھی۔ جو چاہتا تجارت میں مشغول ہو جاتا۔ زمین عام تھی جو چاہتا کاشتکار بن جاتا۔ ان دنوں عصرِ حاضر کی بے روز گاری کے مسائل نہ تھے۔ کام کرنے والوں کو کام مل جاتا، محنت کرنے والوں کے لئے محنت کا میدان وسیع تھا۔ صرف ترغیب ہی کے واقعات ملتے ہیں کہ کسی صحت مند کو بھیک مانگتے دیکھا تو اس کو کاروبار کی تلقین کر دی۔ سرکاری کاموں کے لئے بھی ضرورت مندوں اور صاحب استعداد افراد کو بھرتی کر لیا جاتا، البتہ سست و کاہل اور ارادی طور پر بے کار رہنے والے شخص کی اس معاشرہ میں بھی کوئی وقعت تھی۔ سیدنا عمر بن خطابؓ تو ایسے افراد کو تلقین فرماتے تھے:

(لا تکونوا عیالا علی المسلمین)(18)

"دیکھو مسلمانوں پر اپنی پرورش کا بار نہ ڈالنا۔"

سیدنا عمرؓ نے ہی ایک دن ایک صحت مند نوجوان کو دیکھا کہ مسجد میں سوال کر رہا ہے کہ جہاد کرنے میں کون اس کی مدد کر سکتا ہے، سیدنا عمرؓ نے اسے پکڑ کر ایک انصاری صحابیؓ کے سپرد کیا کہ وہ اسے اپنی زمین میں کام پر لگائیں۔ چند ماہ بعد سیدنا عمرؓ نے انصاری سے دریافت فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے سامنے لائیں۔ دیکھا اس نوجوان کے پاس دراہم کی بھری ہوئی تھیلی ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: یہ تھیلی لے کر چاہے جہاد کرو چاہے گھر میں بیٹھو۔(19)

گویا سیدنا عمر بن خطابؓ نے پہلے اس کی مالی حالت کو بہتر بنانا پسند فرمایا جب اس کی تھیلی درہموں سے بھر گئی تو پھر سے اختیار دیا کہ چاہو تو گھر بیٹھ اور چاہو تو جہاد کے لئے جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی کی زندگی گزارنے کی بجائے محنت کر کے کمانا اور گھر بیٹھ کر کھانا بھی نیکی ہے۔

نتائج بحث

* ہمارا یہ معاشرتی المیہ ہے کہ ہم میں بہ حیثیتِ قوم محنت و مشقت اور جہدِ پیہم کا رجحان معدوم ہو گیا ہے۔ short cut کے چکر میں ہر شخص کم محنت سے زیادہ سرمایہ کمانا چاہتا ہے۔ وہ اس نفسا نفسی اور عجلت میں احکام خداوندی کو فراموش کر بیٹھا ہے۔
* گداگری کے کلچر نے بھی محنت گریزی کو عام کر دیا ہے۔ ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ کہ معاشرے سے اس لعنت کا خاتمہ ہو مگر اس کے لیے انفرادی یا ریاستی سطح پر سنجیدہ اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(18) بیہقی، ابو بکر، (۲۰۰۱)، السنن الکبری، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ج:۳، ص:۱۳۷
Bhaqi, Abu Bakr, (2001), Sunan al-Kubri, Beirut, Lebanon, Dar al-Kitab ilamiyyah, vol.3, p.137

(19) ہندی، علاؤالدین علی، (۲۰۰۱)، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب البیوع، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ ج:2، ص:17
Hindi, Alauddin Ali, (2001), Kunz al-Umal fi Sunan al-Aqwal wa al-Afqal, Kitab al-Bayu, Beirut, Lebanon, Dar al-Kitab Ulamiyyah, Vol. 2, p. 17.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

* اصلاح کی سبیل یہ ہے کہ محنت کشی سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کی کونسلنگ(Counselling) کی جائے۔ بازار میں، چائے کے ڈھابے پر ریستوران اور تفریحی مقام پر جہاں جو شخص یہ عمل کرتا نظر آئے اس کو برا بھلا کہنے کے بجائے پاس بیٹھا کر اس کی اصلاح کی جائے۔
* محنت گریز لوگوں کو محنت کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اگر وہ اس پر آمادہ ہو جائیں تو انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کوئی چھوٹا سا کام شروع کروادیں۔
* جب ہم کسی گداگر کو حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں تو اس سے اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مزاج سے غیرت مندی اور عزت و آبرو کا تصور ختم ہو جاتا ہے، نتیجتاً ان کے لیے اس پیشہ کو اختیار کرنا باعثِ عار نہیں رہتا۔
* ایک ذمہ دار مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم محنت کش طبقے کے سامنے "الکاسب حبیب اللہ" کے ایمان افروز تصور کو عام کریں تاکہ یہ لوگ محنت کرتے ہوئے فخر محسوس کریں۔
* تعلیمی ادارے جہاں نسل نو کی تربیت اور تشکیل سیرت ہوتی ہے اس شعور کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل محنت و مشقت کو اپنانے اور گداگری کی لعنت کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔
* لوگوں میں محنت و مشقت کا داعیہ اور رغبت پیدا کرنے کے لیے ہمیں حضور ﷺ کے اسوہ کو عملی جامہ پہنانا ہو گا، جو اقدامات آپ ﷺ نے کیے وہ تاریخ میں کسی اور کے قائم کردہ نظام تعلیم میں نہیں ملتے، جس قدر آجر اور اجیر میں مساوات کا درس سیرت نبوی سے ملتی ہے ایسی تعلیمات کسی بھی اور مذہب میں نہیں ملتی۔
* قومی سطح پر اقوامِ عالم کی ترقی و عروج کے اسباب بیان کیے جائیں تاکہ ہماری قوم کو پتا چلے کہ کتنی محنت و مشقت کے بعد قومیں عروج حاصل کرتی ہیں۔

سفارشات

۱۔ محنت کشوں اور مزدوروں کی عظمت سے متعلق تعلیمات اسلام کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

۲۔ تعلیمی درس گاہوں کے ذریعہ سے آجر اور اجیر کی ذمہ داریوں سے آگاہی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

۳۔ مصلحین اُمت اور دعیان اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ اور عوام میں محنت کشی اور جہدِ پیہم کی تعلیمات کو عام کریں۔

۴۔ گداگری ایک لعنت ہے جو انسان کے شعور سے احساس، خودی اور غیرت و حمیت جیسے جذبات کو ختم کر دیتی ہے، اس مہلک مرض سے چھٹکارا کے لیے سنجیدہ اور پائدار کوششوں کی ضرورت ہے۔

۵۔ سکول، کالج اور جامعات میں مختلف کانفرنسز کے ذریعے اس امر کو واضح کیا جائے کہ عہد نبوی میں محنت کشوں کی فلاح کے لیے عملی اقدامات کیا تھے اور آج ہم ان سے کیسے استفادہ کر سکتے ہیں۔